سوال

(354) سپیکر پر اذان کے بعد مؤذن کا یہ کہنا کہ نماز پڑھو اللہ تمھیں ہدایت دے!

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

بعض مؤذن ازان فجر سے فارغ ہونے اور مسنون دعاء پڑھنے کے بعد یہ کہتے ہیں ''نماز پڑھو'' اللہ تمھیں ہدایت دے۔'' تو اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

أَكمَلتُ لَكُم دينَكُم وَأَتمَمتُ عَلَيكُم نِعمَتى وَرَضيتُ لَكُمُ الإِسلٰمَ دينًا... ٣ ... سورة المائدة

''آج ہم نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کر دیں اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ:

«علیکم بسنتي وسنة الخلفاء راشدین المهدین من بعدي تمسکوا بها وعضوا علیها بالنواجد وایاکم ومحدثات الامور فان کل محدثه بدعة وکل بدعة ضلالة» (مسند احمد)

''میری اور میرے بعد ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت پر عمل کرو۔ اور اسے مضبوطی سے تھام لو اور اپنے آپ کو (دین میں) نئے نئے کاموں سے بچاؤ کیونکہ (دین میں) ہر نیا کام بدعت ہے۔ اور ہر بدعت گمراہی ہے۔''

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ:

«من احدث في امرنا هذا ما لیس منه فهو رد»

(صحیح بخاری کتاب الصلح باب اذا اصطلحوا علی صلح جور فالصلح مردود: 2697) صحیح مسلم کتاب الاقضیه باب نقض الاحکام الباطلة۔۔۔ح: 1718)

''جس نے ہمارے اس امر (دین) میں کوئی ایسی نئی بات پیدا کی جو اس میں نہ ہو تو وہ مردود ہے''

بعض سلف صالحین سے منقول ہے کہ اتباع کرو اور بدعت ایجاد نہ کرو کیونکہ تمہارے لئے کتاب وسنت کافی ہے۔ لہذا مسلمان کو چاہیے کہ امور عبادت میں صرف اسی پر اکتفاء کرے جس کی مشروعیت ثابت ہو اور اس پر کسی قسم کا اضافہ نہ کرے کیونکہ یہ زائد چیز اگر مستحسن ہوتی تو اس کا شریعت میں ضرور حکم دیا جاتا۔ اگر یہ بات بہتر ہوتی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بارے میں ضرور بتاتے اور اس پر خود بھی عمل کرتے اور حضرات صحابہ رضوان اللہ عنہم اجمعین بھی اس پر عمل پیرا ہوتے اس تفصیل سے مذکورہ سوال کا جواب خود بخود واضح ہو گیا کہ اذان کے بارے میں صرف اسی پر اکتفا کرنا چاہیے جو اذان کے بارے میں شرعی طور پر ثابت ہے۔ اور اس پر جو بھی اضافہ ہو گا اور بدعت قبیل سے ہو گا۔ واللہ اعلم (فتویٰ کمیٹی)

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

[فتاویٰ اسلامیہ: جلد1]

صفحہ نمبر 334

محدث فتویٰ